رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

... ڈپٹی کمشنر بہادر منٹگمری
Montgomery

هُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

فاروق
قادیان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

شرح چندہ
سالانہ معاونین عام طلباء و غرباء ششماہی
للعہ ۱۰ ؍ ۵ ؍ ۳ ؍ ۲ ؍
[illegible]

جلد ۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ شوال ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۴ تا ۱۷ جنوری ۱۹۳۷ء | نمبر ۳۵ تا ۳۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نعرۂ غازی

(از خاکسار "احسن اسمٰعیل" صدیقی آف گوجرہ)

سُن اے دل! ابتدائے عشق ہی رونے سے کیا حاصل
ستم پیشہ کے ہاتھوں رنج سہنے ہیں ابھی باقی

بہت سی حق پرستوں کا بہا ہے خون دنیا میں
ہزاروں راہِ حق میں خون بہنے ہیں ابھی باقی

گذشتہ انبیاء کی داستانوں سے یہ کھُلتا ہے
ہمیں کچھ اور بھی دُکھ درد سہنے ہیں ابھی باقی

پئے دنیا اگر پہنے ہیں زیور سونے چاندی کے
ہمارے واسطے لوہے کے گہنے ہیں ابھی باقی

ہمیں چکی کے دو پاٹوں میں پِسنا ہی خدا حافظ
متیٰ نصر اللہ کے لفظ کہنے ہیں ابھی باقی

رہِ دیں میں اسیرِ دامِ استبداد ہیں لاکھوں
کروڑوں وقفِ ظلم و جور رہنے ہیں ابھی باقی

جن آنکھوں سے ابھی گرتے ہیں احسنؔ! اشک کے قطرے
انہی سے نالہ ہائے خون بہنے ہیں ابھی باقی

بھلا اخترؔ۔ حسنؔ۔ مختارؔ۔ خادمؔ آج کیوں چپ ہیں
کہ "دردِ دل" پہ تو اشعار کہنے ہیں ابھی باقی!

غلام احمد صاحب اخترؔ۔ مولانا حسنؔ رہتاسی حضرت مختارؔ شاہجہانپوری ۔ مولانا اے۔ آر خادمؔ گجراتی۔

سلسلہ کی خبریں!

(۱) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت بفضلہٖ تعالیٰ نسبتاً رو بصحت ہے۔ احباب شفاء کامل اور درازیٔ عمر کی خاص دعائیں فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

(۲) حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت کبھی کبھی سخت ناساز ہو جاتی ہے۔ اس مقدس وجود کی صحت و سلامتی کے لئے بالالتزام دعاؤں کی ضرورت ہے۔ ناظرین غافل نہ ہوں۔

(۳) جن احباب نے جلسہ سالانہ پر اپنا لفافہ یا چندہ عطا فرمایا ہے۔ ان کا شکریہ اور جن لفافہ داران نے توجہ نہیں کی ان کا شکوہ ہے۔

امید ہے کہ وہ قبل اس کے کہ دوبارہ وی پی ارسال ہوں اپنا چندہ ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ بخشیں گے۔

نوٹ:- یہ پرچہ ۱۰ جنوری ۱۹۳۷ء کو چھپ کر شائع کیا گیا ہے۔ جو ۲۱ / ۲۸ دسمبر و ۷ / ۱۴ جنوری کا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر گھر میں رکھنے کے لائق ضروری چیزیں

گھروں میں فوری ضرورت کے لئے طبی امداد کا کچھ نہ کچھ سامان ضرور رہنا چاہیئے۔ جس وقت تک معالج آئے بہت کچھ کیا جا سکتا ہے۔ مندرجہ ذیل چیزیں اگر گھر میں موجود ہوں تو وقت پر کام دے سکتی ہیں۔

(۱) تھرما میٹر (بخار کا درجہ معلوم کرنے کا آلہ)

(۲) برف کا تھیلا (ربڑ کی تھیلی۔ جس میں برف کے ٹکڑے بھر کر مریض کے سر پر رکھتے ہیں)

(۳) گرم پانی کی چھاگل (یہ بھی ربڑ کی چھاگل ہوتی ہے گرم پانی بھر کر سینکنے کے لئے)

(۴) زخموں پر استعمال کرنے کیلئے روئی۔

(۵) لنٹ یا بورک لنٹ (زخموں پر رکھنے کا کپڑا)

(۶) کاسٹر آئل (ارنڈی کا تیل بچوں کے پیٹ کے درد کے لئے)

(۷) کونین یا کونین کی گولیاں۔

(۸) کیفی ایسپرین کی گولیاں (دردسر یا بخار اُتارنے کے لئے)

(۹) ایک ننھی سی قلعی دار دیگچی (زخم پر لگانے کی روئی وغیرہ کو جوش دینے کے لئے)

(۱۰) ایرومیٹک چاک پوڈر (بچوں کے دست بند کرنے کے لئے)

(۱۱) کلوروڈائن۔ ایک چھوٹی شیشی (رتے۔ دست اور پیچش میں استعمال کے لئے۔ بچوں کو یہ دوا نہ دینی چاہیئے)

(۱۲) برنال یا ناریل کے تیل میں چونے کا پانی ملا ہوا جسے کیرین آئل کہتے ہیں۔ (جلے ہوئے مقامات پر لگانے کے لئے)

(۱۳) گلوکوز ڈی۔ ایک ڈبہ (تقویت قلب کے لئے مریضوں کو دینے کے لئے)

(۱۴) بورک ایسڈ (گرم پانی میں ملا کر زخم دھونے اور آنکھ دھونے کے لئے)

(۱۵) ٹنکچر آیوڈین (ہر قسم کی چوٹ۔ درد۔ ورم اور زخم پر لگانے کے لئے)

(۱۷) اسمیلنگ سالٹ (بیہوشی میں سنگھانے کیلئے۔

(۱۸) نارپین کا تیل (سینہ اور دیگر مقامات کے درد میں مالش کے لئے۔ اور زکام اور کھانسی میں سونگھنے کے لئے)

(ماخوذ)

وصیت نمبر ۴۶۷۶

منکہ امۃ الحیّ بنت مرزا مہتاب بیگ صاحب قوم مغل پیشہ ملازمت۔ عمر ۲۳ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۲/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت کوئی منقولہ وغیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ مگر میں اس وقت ملازم ہوں۔ اور مبلغ ۸ روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے جس کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ہر ماہ ادا کرتی رہوں گی۔ اور اس کے علاوہ میرے مرنے کے بعد جو جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان وارث ہوگی۔ فقط والسلام

العبد:۔ اُمۃ الحیّ بقلم خود۔

گواہ شد۔ مرزا عبد الرحمٰن مولوی فاضل بقلم خود

گواہ شد۔ مرزا مہتاب بیگ ولد مرزا محمد علی صاحب قادیان۔ ضلع گورداسپور والد موصیہ۔

کمزوروں اور بوڑھوں کیلئے آبحیات ہے

امرت بوٹی ہر قسم کی کمی اور مردانہ کمزوری کیلئے اکسیر اعظم ہے۔ جس کی قدر و قیمت استعمال کرنے کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔ دل دھڑکتا ہو۔ خون کی کمی ہو۔ چہرہ کا رنگ زرد اور پژمردہ سا ہو گیا ہو۔ سانس پھولتا ہو۔ جریان کیوجہ سے کمر میں درد رہتا ہو۔ قوت مردانہ پانی کی طرح رقیق اور بہتی ہو۔ احتلام کی کثرت اور سرعت کی بیماری لگ چکی ہو جگر کام نہ کرتا ہو۔ قوت ہاضمہ خراب اور بھوک نہ لگنے کی ہر دم شکایت رہتی ہو۔ تو اس اکسیر حیات امرت بوٹی کو حاصل کریں۔ قیمت ۲۱ روزہ معہ امرت رس کے عہ

محافظ دندان

پائیریا ایک خوفناک مرض ہے۔ طبیب۔ ڈاکٹروں کو ہی معلوم ہے کہ جب یہ مرض بگڑ جاتا ہے تو کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس مرض کے جراثیم کو ہلاک کرنے اور صفائی کرنے۔ مسوڑھوں کو مضبوط کرنے کے لئے چار ادویات حاصل کریں۔

پائیرس پوڈر ۱/ ۲/۔ پائیرس کریم۔

پائیرس لوشن۔ جملہ قیمت ہر چہار ادویات کا بکس عہ/۱

ملنے کا پتہ۔ فقیر احمد خان احمدی حکیم حاذق جالندھر چھاؤنی پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دوائیں!

دین اور دنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں جس کے متعلق قرآن پاک اور احادیث میں اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ ارشاد نہ فرمایا ہو۔ احادیث میں سینکڑوں ایسی دواؤں کا ذکر ہے۔ جو باوجود معمولی ہونے کے ہزارہا قسم کے فوائد رکھتی ہیں۔ مگر ان کے فوائد سے وہی لوگ مستفید ہو سکتے ہیں۔ جن کے اعتقادات صحیح ہوں۔

اس سے تو انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کہ تمام دنیا والوں کے علوم و فنون ظنی ہیں۔ حقائق اشیاء کا علم اللہ اور اس کے رسول ؐ کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں وہ چیزیں جن کا قرآن کریم اور احادیث میں ذکر ہے ہمارے لئے یقینی طور پر مفید ہونگی۔ ہم ان چیزوں کو خصوصیت سے بیان کرینگے۔ جن کی ہماری زندگی میں روزانہ ضرورت واقع ہوتی ہے۔

بعض ضروری طبی مشورے اور نصائح جو ہماری مذہبی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ انکے مطالعہ سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ ہمارے مولا و آقا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم باوجود اُمّی ہونے کے حقائق طب سے اور رموز حکمت سے کس قدر خبردار تھے۔ اگر قارئین کرام اس مضمون کو دلچسپی سے پڑھیں تو یقیناً ہزاروں دینی اور دنیوی فوائد سے مالامال ہو سکتے ہیں۔

توالد و تناسل کے سلسلہ میں بہت سی ہدایات احادیث میں دستیاب ہوتی ہیں۔ اگرچہ اس قسم کے مضامین بظاہر شرمناک معلوم ہوتے ہیں۔ مگر بقائے نسل دنیا میں سب سے زیادہ ضروری چیز ہے۔ اس لئے ان سے واقف ہونا ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔

حدیث دوران مباشرت میں گفتگو کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر کسی شخص کو احتلام ہو جائے تو اسے بغیر غسل کے اپنی بی بی سے مباشرت نہ کرنی چاہیئے کیونکہ اندیشہ ہے کہ اس صورت میں اولاد دیوانی یا بخیل پیدا ہو۔

کھڑے ہو کر یا پیٹ بھرے ہوئے پر صحبت کرنے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ اس سے سخت نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔

بعد قربت کے پیشاب کرنے سے اکثر تناسلی امراض سے آدمی محفوظ ہو جاتا ہے:۔

ارشاد نبوی ہے کہ بے وقوف اور احمق عورتوں سے اپنی اولاد کو دودھ نہ پلواؤ۔ کیونکہ بچہ میں اس سے بُرے اثرات پیدا ہوتے ہیں۔

نمک حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غذا کی ابتدا اور انتہا نمک پر کرنی چاہیئے۔ کیونکہ نمک میں خدا تعالےٰ نے ستر بیماریوں کی شفا رکھی ہے۔

حدیث تکیئے کے سہارے بیٹھ کر کھانے سے بدہضمی پیدا ہوتی ہے سواری کی حالت میں کھانے کے متعلق بھی اسی طرح کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان ان باتوں سے پرہیز فرماتے تھے۔ گرم گرم کھانے سے بھی منع فرمایا گیا ہے کیونکہ اس سے معدہ ضعیف ہوتا ہے۔

سرکہ اس کے متعلق احادیث میں بہت تعریفی جملے استعمال فرمائے گئے ہیں۔ چنانچہ ام سعدؓ اور عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ سرکہ حضور صلعم کو بہت پسند تھا۔ طبّی کتابوں میں لکھا ہے کہ سرکہ ہاضم طعام ہے۔ پیٹ کے کیڑے دفع کرتا ہے۔ بھوک لگاتا ہے۔ غلیظ خلطوں کو مفید ہے۔ سُدّے کھولتا ہے۔ غالباً ان ہی فوائد کی بناء پر سرکہ کو پسند فرمایا گیا تھا۔

ترنج اس کو شہد میں ملا کر کھانے سے کمزوری قلب دور ہو جاتی ہے۔ اور دماغ کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ طب میں اس کے فوائد مُسلّم ہیں۔

حدیث گوشت کو چھُری سے کاٹ کر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔ بروایت حضرت عائشہ صدیقہ حضورؐ نے اس سے منع فرمایا۔ اور چبا کر کھانے کا حکم ہے۔ کیوں کہ اس طرح گوشت جلد ہضم ہوتا ہے۔

موجودہ طب اور ڈاکٹری میں چبانے کے جس قدر فوائد درج ہیں۔ ان کو ایک مختصر رسالہ میں بھی درج کرنا بظاہر ناممکن ہے بعض ڈاکٹروں کا خیال ہے۔ کہ چبانے سے غذا بہت زیادہ قابل ہضم ہو جاتی ہے۔ اور معدے کو زیادہ زحمت اٹھانی نہیں پڑتی۔ اس لئے ہر لقمہ کو چالیس مرتبہ چبانا چاہیئے۔ اور مناسب ہے کہ پانی کو بھی چبا کر استعمال کرنا چاہیئے۔

خلال کھانے کے بعد خلال نہ کرنے سے دانتوں میں اکثر امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ خلال کے لئے ایسی لکڑی کا حکم ہے۔ جس کا مزہ تلخ ہو۔ چنانچہ حضور صلعم نے فرمایا۔ کہ خوشبودار لکڑی سے خلال کرنا جذام کا باعث ہو سکتا ہے۔ یعنے دانتوں سے مرض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرایت کر کے تمام جسم میں پھیل سکتا ہے۔ جن لکڑیوں سے خلال کی ممانعت ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

انار کی شاخ۔ بانس۔ قلم نیزہ۔ میوے دار درخت مثلاً امرود۔ سیب۔ ناشپاتی۔ انجیر۔ منقی۔ کشمش کی لکڑی۔ چاندی۔ سونا۔ پیتل اور تانبے کے تاروں سے بھی خلال نہ کرنی چاہیئے کیونکہ ان سے گندہ دہنی پیدا ہوتی ہے۔ صرف خلال کے لئے وہ لکڑی استعمال کرو جس کا مزہ تلخ اور کڑوا ہو۔

حدیث } میں پھونک مار کر کھانے کی سخت ممانعت ہے۔ طبی نقطۂ خیال سے سانس ہزارہا امراض کا باعث بن سکتا ہے۔ ہزارہا جراثیم سانس کے ذریعے منتقل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ممکن ہے۔ حضورؐ نے پھونک کر کھانے کو انہی وجوہ کی بنا پر منع فرمایا ہو۔ اس لئے چھوٹے بچوں کو پھونک مار مار کر قطعاً کوئی چیز نہ دینی چاہیئے۔

ہدایات طعام } کھانے کے دوران میں انسان کو اپنے پیٹ کا خیال رکھنا چاہیئے۔ ارشاد نبوی ہے۔ کہ غذا کے تین حصے کرو۔ ایک حصہ کھاؤ۔ ایک حصہ پانی کے لئے چھوڑ دو۔ اور ایک حصہ سانس کے لئے۔ کم کھانے کے فوائد ہزارہا پائے جاتے ہیں۔ تندرستی برقرار رہتی ہے۔ معدہ خراب نہیں ہوتا۔ حافظہ تیز ہو جاتا ہے۔ فہم و فراست بڑھتی ہے۔ نیند کم آتی ہے۔ سُستی قریب نہیں آتی۔ اور سانس آسانی سے آتا ہے۔ بعض اطباء کے متعلق مشہور ہے۔ کہ وہ صرف پچیس نوالے کھایا کرتے ہیں جس کے سبب سے ان کی صحت نہایت اچھی رہتی تھی۔ اور وہ ہر قسم کے امراض سے محفوظ رہتے تھے۔

بہت کھانے سے بہت سے مہلک امراض مثلاً تخمہ اور ہیضہ۔ سستی۔ گرانی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ڈکار سے سخت نفرت تھی۔ اور فرماتے تھے کہ اتنا کیوں کھاتے ہو۔ اس کے علاوہ زیادہ کھانے والے عبادت سے محروم رہتے ہیں۔ اولاد بدذہن پیدا ہوتی ہے مطالعہ کتب میں دل نہیں لگتا۔ طبیعت میں رحم اور مہربانی باقی نہیں رہتی۔

حدیث } ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مٹی کھانا اقدام خودکشی کے برابر جرم ہے۔ بروایت حضرت عائشہ مٹی کے تین نقصان ہیں۔ (۱) کھانے والا ہمیشہ بیمار رہتا ہے۔ (۲) معدہ اور آنتوں کو خراب کر دیتی ہے۔ (۳) رنگ زرد ہو جاتا ہے۔ اکثر بچے اس عادت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ ان کے والدین کا فرض ہے۔ کہ بچوں کی نگہداشت کریں۔

گوشت } گوشت کے متعلق بہت سے فوائد کا احادیث سے پتہ چلتا ہے۔ حضورؐ نے گوشت کو اچھی خوراکوں میں شامل فرمایا ہے۔ بروایت حضرت علی رضؓ گوشت کے استعمال سے گلا اور حلق صاف ہوتا ہے رنگ نکھرتا ہے۔ توند بڑھنے سے روکتا ہے۔ بروایت حضرت ابوہریرہ رضؓ حضورؐ نے فرمایا۔ گوشت کھانے سے فرحت قلب حاصل ہوتی ہے۔ بروایت ابونعیم رضؓ ایک مرتبہ حضورؐ نے اللہ تعالےٰ سے ضعفِ بدن کی شکایت کی۔ حکم ہوا۔ کہ دودھ میں گوشت پکا کر استعمال کرو۔

اطبا نے بھی گوشت کو مصلح اور مسمن بدن تحریر کیا ہے۔

انجیر حدیث میں ارشاد ہے۔ کہ انجیر کا استعمال قولنج سے محفوظ رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انجیر میں بہت سے فوائد پیدا کئے ہیں۔ لطیف ہے۔ سریع الہضم ہے۔ طبیعت کو ملائم کرتا ہے۔ خلط سودا کو پسینہ کے ذریعہ خارج کرتا ہے۔ جگر اور تلی کے سُدے کھولتا ہے۔ اور بواسیر کے مادے کو قطع کرتا ہے۔ اور نقرس کے درد کے لئے مفید ہے۔ بقول امام علی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ انجیر کا استعمال گندہ دہنی کا دافع اور بالوں کو دراز کرتا ہے۔ اور قولنج میں مفید ہے۔

طبی کتابوں میں انجیر کے حسب ذیل فوائد لکھتے ہیں:۔

عطشِ محلل۔ مجلل۔ مرگی۔ فالج اور دیگر امراض بلغمی میں مفید ہے۔ ملین طبع ہے دافع قبض ہے۔ گردے کے دُبلا ہونے اور پیشاب کا دشواری سے آنا اس کے استعمال سے دفع ہو جاتا ہے۔ اس کا شربت کھانسی کے لئے مفید ہے۔ خشک انجیر سے تازہ انجیر زیادہ قوی ہوتے ہیں۔

زیتون } ارشاد نبوی ہے۔ زیتون کھایا کرو۔ اور تیل اس کا جسم پر مَلا کرو۔

زیتون میں بھی بہت سے فوائد پائے جاتے ہیں۔ اس کا اچار سرکہ میں ڈال کر کھانے سے معدہ قوی ہوتا ہے۔ بھوک لگتی ہے۔ جسم فربہ کرتا ہے۔ مقوی باہ ہے۔ مغز زیتون کو چربی اور رائی میں ملا کر لگانے سے برص دور ہو جاتا ہے۔ اگر عورت اس کا عصارہ دائی سے استعمال کرائے تو سیلان الرحم کے لئے مفید ہے۔ درد قولنج میں بھی مفید ہے۔ دانتوں پر ملنے سے دانت مضبوط ہو جاتے ہیں۔ اس کا تیل بالوں کو سیاہ کرتا ہے۔ سُدوں کو کھولتا ہے دافع قبض ہے۔ ضماد کرنے سے سر کا درد دور ہوتا ہے۔ بدن کو گرم کرتا ہے۔ پتھری کے مرض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں مفید ہے۔ اس کے استعمال سے پسینہ آتا ہے
بچھو کے کاٹے پر زیتون کا اصلی تیل ملنے سے
ٹھنڈک پڑ جاتی ہے۔

حدیث } ارشاد ہے شام کا کھانا کھایا کرو۔ کیونکہ اس کے ترک سے بڑھاپا جلد آجاتا ہے۔ یعنی رات کا کھانا بالکل ترک کر دینا صحت جسمانی کے لئے سخت مضر ہے۔

کھجور } حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کھجور پیٹ کی بیماریوں کو دور کرتی ہے۔ اور اس میں کچھ بیماری نہیں۔
ارشاد ہے۔ کہ اگر کوئی شخص صبح کو سات کھجوریں کھا لیا کرے۔ تو سمیات کا اثر اس پر نہیں ہوتا:

اطبا بھی کھجور کو محلل۔ مقوی باہ و معدہ اور جگر سمجھتے ہیں۔ اس کے استعمال سے خون صالح پیدا ہوتا ہے۔ جسم میں فربہی آتی ہے۔ اور مرطوب طبائع کو تو نہایت مفید ہے۔

کدّو } ارشاد رسولؐ ہے کدّو کھایا کرو کیونکہ جوہر دماغ اس سے زیادہ ہوتا ہے
بروایت حضرت عائشہ حضورؐ نے فرمایا ”ہانڈی میں کدّو ڈالا کرو۔ کیونکہ دل کا غم اس سے دور ہوتا ہے۔ اس کی برودت گوشت کی حرارت کو معتدل کر دیتی ہے“

طبّی کتابوں میں کدّو کے فوائد بہت ملتے ہیں۔ چنانچہ اس کے استعمال سے عمدہ اخلاط پیدا ہوتے ہیں۔ پیٹ نرم کرتا ہے۔ طراوت بخش ہے۔ سُدّہ کھولتا ہے۔ گرم بخاروں کا دافع ہے صفراوی اور گرم مزاج والوں کو مفید ہے۔ دِق کے مریضوں کے لئے عمدہ غذا ہے۔ بھونے ہوئے کدّو کا پانی جگر معدہ اور دل کی حرارت اور گرم بخار کو دور کرنے میں لاثانی ہے۔ (ماخوذ)

حفظ صحت کے لئے ضروری ہدایات

(۱) کھانا اس وقت کھاؤ۔ جب خوب بھوک لگے۔

(۲) اس قدر کھاؤ جس سے طبیعت سیر ہو جائے۔

(۳) کھانے کے درمیان میں صرف کھانے کی طرف خیال رکھو۔ کسی اور طرف اپنی توجہ نہ کرو۔

(۴) کھانے کے وقت کسی قسم کا رنج یا فکر دل میں وارد نہ ہونے دو۔

(۵) کھانا حتی الامکان لذیذ ہونا چاہیئے۔

(۶) دن کو کھانے کے بعد دس پندرہ منٹ ضرور آرام کرو۔

(۷) رات کو کھانے کے بعد چہل قدمی ضرور کیا کرو۔

(۸) بہت آدمیوں کے سامنے مت کھاؤ اور نہ ہی اس وقت کوئی کاروبار کرو۔

(۹) پھل اور نباتات جس موسم میں پکتے ہوں۔ ان کو خوب افراط سے استعمال کرنا چاہیئے۔

(۱۰) کھانا کھانے سے پہلے شوربہ پینے سے طبیعت انہضام کے لئے آمادہ ہو جاتی ہے

(۱۱) جلد جلد کھانا گویا آہستہ آہستہ خودکشی کرنا ہے۔

(۱۲) کھانا بہت آہستگی کے ساتھ دیر میں کھانا چاہیئے۔

(۱۳) محض بھوک دور کرنے کے لئے کھانا کھانا زندگی کو کم کر دیتا ہے۔

(۱۴) موسم سرما کی نسبت موسم گرما میں ہلکی غذا ہونی چاہیئے۔

(۱۵) ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ کہ ہر ایک چیز کھا لیں۔ اور نہ ذرا ذرا سی چیز سے پرہیز کریں۔

(۱۶) موسم گرما میں گوشت۔ نباتات۔ پھل۔ شوربہ سب چیزیں ہلکی اور زود ہضم ہونی چاہیئیں۔

(۱۷) اگر صحت دری کی حالت میں کھانا کھاتے وقت معدے پر ناواجب بار ڈالو گے۔ تو بالآخر تمہیں اس کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

(۱۸) جو احباب غذا کے ہمراہ مجبوراً زیادہ پانی پینے کے عادی ہوں۔ تو انہیں لازم ہے کہ غذا کو خوب چبا کر کھایا کریں۔

حکماء و اہل تجربہ نے مندرجہ ذیل چیزوں کا ایک ہی وقت اور ایک ہی ساتھ کھانا مضر لکھا ہے۔

(۱۹) مولی۔ دہی اور پنیر ایک ساتھ کھانے سے درد قولنج کا اندیشہ ہے۔

(۲۰) دودھ کے ساتھ ترشی مثلاً چھاچھ۔ دہی یا کھٹے پھل کھانے سے درد معدہ اور احتراقِ خون کا خوف ہے۔ اسی طرح گوشت کا دودھ کے بعد کھانا بھی مضر ہے۔

(۲۱) مچھلی کے ساتھ دودھ یا گنے کا رس پینے سے یا شہد کھانے سے جذام۔ برص۔ قولنج کا خوف ہے

(۲۲) گوشت طیور کے ساتھ دہی کھانے سے مرض فالج کا خوف ہے۔

(۲۳) چاول کے ساتھ سرکہ کھانے سے درد معدہ کا خوف ہے۔

(۲۴) گوشت کے بعد شہد کھانے سے درد معدہ کا خوف ہے۔

(۲۵) بچہ کبوتر کے گوشت کے ساتھ پیاز و لہسن اور رائی کھانے سے درد معدہ کے امراض کا خوف ہے

(۲۶) گوشت بریاں اور سرکہ ایک ساتھ کھانے سے درد معدہ کا خوف ہے:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲۷) چونکہ دودھ اور شراب معدے میں جمع ہونے سے مرض نقرس کا اندیشہ ہے اس لئے شراب کے ساتھ دودھ پینا مضر ہے۔

(۲۸) لہسن۔ شہد۔ خربوزہ ایک ساتھ کھانے سے درد معدہ اور اختناق کا اندیشہ ہے

(۲۹) لہسن۔ پیاز۔ فندق و بادام باہم کھانے سے صحت کو ضرر پہنچتا ہے۔

(۳۰) خربوزے کے ساتھ دہی کھانے سے درد معدے کا خوف ہے۔ خربوزہ کھاکر گرم دودھ پینا گویا موت کو بلانا ہے۔

(۳۱) کیلہ کھانے کے ساتھ لسی پینے سے درد معدہ کا خوف ہے۔

(۳۲) گرم کھانے کے ساتھ دہی کھانے سے درد معدہ اور ہیضہ کا خوف ہے۔

(۳۳) کھچڑی کے ساتھ کھیرا کھانے سے مرض قولنج کا خوف ہے۔

(۳۴) شہد اور گھی ایک ساتھ کھانے سے مرض فالج کا خوف ہے۔

(۳۵) بکری کے گوشت کے ساتھ کبوتر کا گوشت کھانے سے درد قولنج کا خوف ہے۔

(۳۶) چکور کے گوشت کے ساتھ کبوتر کا گوشت کھانے سے درد معدہ کا اندیشہ ہے۔

(۳۷) مرغ کے گوشت کے ساتھ مولی کا کھانا یا باسی غذا گرم کرکے کھانا مضر ہے۔

(۳۸) پیاز۔ لہسن۔ لیموں۔ نارنگی۔ انار۔ جامن۔ بڑہل۔ کیلہ ارہر کی دال کھاکر دودھ پینا مضر ہے۔

(۳۹) پانی کا ایک گلاس پیا کرو۔ مگر کب؟ بستر سے اٹھتے وقت۔ رات کو سوتے وقت۔ کھانا کھانے سے پیشتر۔ کھانا کھانے کے بعد ایک گھنٹہ سے لے کر تین گھنٹہ تک۔

(۴۰) اگر تم پانی اچھی مقدار میں پیا کروگے تو تمہاری زندگی آرام سے کٹ جائے گی۔

(۴۱) بہ چیخ کر بولنا جسم کو لاغر بناتا ہے اور خشکی پیدا کرتا ہے۔

(۴۲) روغن بنفشہ بدن پر ملنے سے جسم کو صحت حاصل ہوتی ہے۔

(۴۳) سرکہ۔ اچار۔ انبہ۔ مرچ سُرخ قوت باہ میں کمی کردیتے ہیں۔

(۴۴) کھانا کھاتے وقت متواتر پانی پینا غذا کے ہضم ہونے میں فتور پیدا کرتا ہے۔

(۴۵) موسم سرما میں گرم پانی اور موسم گرما میں سرد پانی سے غسل کرنا روح کی قوت زیادہ کرتا ہے۔

(۴۶) چھ ماشہ صندل چھٹانک بھر پانی ملاکر دن میں تین مرتبہ ایک ہفتہ استعمال کرنے سے سوزاک دفع ہوجاتا ہے۔ مجرب ہے۔

(۴۷) آم کے رس میں دیسی شکر ملاکر روزانہ کھانے سے جریان دفع ہوجاتا ہے۔

(۴۸) سوتے وقت سونف ۴ ماشہ۔ مصری ۴ ماشہ باریک پیس کر کھانے سے آنکھ کی بصارت برقرار رہے گی۔ مگر بلاناغہ استعمال کیا جائے۔

حفظ ما تقدّم

ہیضہ یا کالرہ
(۱) ان دنوں میں پانی دودھ جوش دے کر پینا چاہیئے۔
(۲) بازار کی مٹھائی۔ کچالو وغیرہ ان دنوں میں ہرگز نہ کھانا چاہیئے۔

(۳) پان۔ ککڑی۔ کھیرا۔ باسی کھانا اسی موسم میں نہ کھانا چاہیئے۔

(۴) ایک تانبہ کے پیسے میں سوراخ کرکے دھاگہ ڈال لو۔ اور گلے میں پہنے رہو۔

(۵) کنوؤں میں پوٹاس پرمیگنٹ ڈالکر کنوئیں کی صفائی کراؤ۔

(۶) مریض کے دست و قے کو جلا ڈالو۔ اور اس جگہ فینائل یا کاربولک لوشن چھڑک دو۔

طاعون
(۱) چوہوں کے مرتے ہی مکان چھوڑ دو۔
(۲) چوہوں کے بھگانے کی کوشش کرو۔

(۳) طاعون کا ٹیکہ لگوالیا کرو۔ (۴) ان دنوں میں موزہ بوٹ۔ پٹی ضرور استعمال کیا کرو۔

(۵) سارے جسم پر سرسوں کے تیل کی مالش کرو۔

چیچک
(۱) ہمیشہ دو تین مہینے کی عمر میں بچوں کے ٹیکہ لگوا دینا چاہیئے۔
(۲) ایک بار ۲۰-۲۵ برس کی عمر میں ٹیکہ لگوالیا کرو۔

(۳) چیچک کے مریض کے کپڑے اور بستر وغیرہ سے احتراز کریں۔ (۴) چیچک کے دنوں میں سُرخ رنگ کا کپڑا استعمال کرنا یعنی پہننا مفید ہے ؛

ضروری درخواست دُعا میری اہلیہ عرصہ آٹھ نو ماہ سے بعارضہ ورم جگر۔ صلابت جگر۔ ورم معدہ۔ کمزوری دل مبتلا ہے۔ میں نے منفرد رہبر یونانی۔ ڈاکٹری۔ عطائی بہت علاج کئے۔ مگر صحت نہیں ہوئی۔ اب قریباً ایک ماہ سے ناف سے لیکر پاؤں تک ورم ہوگیا ہے۔ جس سے زیادہ فکر ہو رہا ہے کمزوری بڑھ رہی ہے۔ بھوک نہیں لگتی۔ خون کی کمی ہو رہی ہے۔ اس لئے میں نہایت عاجزی سے ناظرین فاروق کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ از راہ ہمدردی پورے درد دل سے انکی صحت اور زندگی کیلئے دعا فرماکر خدا سے اجر عظیم حاصل کریں۔ اور خاکسار کو شکریہ کا موقع بخشیں۔ ان کی علالت کیوجہ سے میں سخت متفکر ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اخبار وقت پر شائع نہیں ہوتا۔ کچھ جلسہ سالانہ کی مصروفیت اور گھر میں علالت ساتھ ہی کاتب فاروق کو بخار نزلہ نے ایسا گھیر لیا کہ بیچارہ بیس یوم میں بمشکل یہ چند صفحات اخبار کے لکھ سکا۔ اخبار میں تاخیر ہو رہی ہے جس کیلئے میں نہایت ندامت سے معذرت کرتا ہوں ؛ (خاکسار۔ میر قاسم علی ایڈیٹر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی مشن

تنقیح بر رسالہ الوہیت مسیح

(۷)

(از شیخ عبدالقادر لائل پوری)

عدالت مسیح } **دلیل چہارم**:- چوتھی دلیل جوکہ پادری صاحب نے غیر معمولی طمطراق سے الوہیت مسیح کی تائید میں بعنوان "اس نے دعویٰ کیا۔ کہ وہ کل انسانوں کے انصاف کے لئے بیٹھے گا" پیش کی ان الفاظ میں ہے۔ (متی ۲۵/ ۳۱-۳۲ میں لکھا ہے کہ) "جب ابن انسان اپنے جلال میں آئیگا۔ اور سب فرشتے اس کے ساتھ ہونگے۔ تب وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا۔ اور سب قومیں اس کے آگے جمع کی جائیں گی۔ اور جس طرح کہ چرواہا بھیڑوں کو بکریوں سے جدا کرتا ہے۔ وہ بھی ایک کو دوسرے سے جدا کریگا"۔ (متی ۲۵/ ۳۱-۳۲) مقابلہ کرو متی ۲۱/ ۲۱-۲۳) پس خدا کے سوا اور کونسی ہستی ہے۔ جو اپنی نسبت اس طرح کے الفاظ استعمال کرسکے۔ صرف خدا ہی عالم الغیب ہے۔ جوکہ کروڑہا اور بے شمار انسانوں کے دلوں کو جان سکے اور ہر ایک کو اس کے کاموں کے موافق بدلا دے"۔ (رسالہ الوہیت مسیح صہ ۶)

علاوہ بریں صہ ۷ پر بھی زیر عنوان "اس نے دعویٰ کیا۔ کہ اسے اور بھی الٰہی اختیارات حاصل ہیں"۔ آپ حضرت مسیح کا یہ قول پیش کرتے ہیں۔ کہ "باپ نے ساری عدالت بیٹے کو سونپ دی۔ تاکہ سب بیٹے کی عزت کریں۔ جس طرح کہ وہ باپ کی عزت کرتے ہیں۔ (یوحنا ۵/ ۲۲-۲۳)

یہ ہے پادری صاحب کی بیان کردہ مایہ ناز بوسیدہ اور فرسودہ چوتھی دلیل الوہیت مسیح جوکہ آپ نے ازراہ تحدی بڑے کرّوفر اور شدّومد سے مذکورہ الفاظ میں پیش کرکے اپنے عدم علم اناجیل پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ اب اس کا دندان شکن تردیدی **جواب** بدلائل متظاہرہ بروئے اناجیل مروّجہ ملاحظہ کرنے پر ہر ایک بشرطیکہ وہ پادری صاحب کی طرح کوتاہ اندیش نہ ہو۔ بآسانی معلوم کرسکتا ہے۔ کہ مذکورہ دلیل الوہیت مسیح کو پیش کرکے آپ نے کس طرح اپنی جہالت کا بدیہی اور مبرہن ثبوت بہم پہنچایا۔ مجھے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ الوہیت مسیح کی تائید میں یہ رسالہ "یا جہالت تیرا ہی آسرا" کہہ کر شروع کیا گیا۔ اور اسی تسمیہ پر ختم۔ وگرنہ اناجیل اربعہ میں الوہیت مسیح اس طرح غائب ہے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ یا پادری صاحب کے رسالہ میں صداقت۔ میں تو حیران ہوں۔ کہ پادری صاحب نے مذکورۃ الصدر دلیل الوہیت مسیح لکھتے وقت اتنا بھی نہ سوچا۔ کہ کیا بروئے اناجیل مروّجہ عدالت کرنا ہی الوہیت کی دلیل قرار دی جاسکتی ہے۔ جب کہ اس میں تمام حواری اور دیگر اشخاص بھی شامل ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہوں آیات ذیل جوکہ پادری صاحب نے پڑھی تو کئی بار ہونگی۔ لیکن بوجہ از تعصب آنکھوں سے کتمان حق کی عینک لگاکر

حواریوں اور دیگر مقدس اشخاص کا عدالت کرنا

(ا) حواریوں کے متعلق حضرت مسیح کہتے ہیں کہ جب نئی خلقت میں ابن آدم اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا۔ تو تم بھی بارہ تختوں پر بیٹھکر اسرائیل کے بارہ گھرانوں کی عدالت کروگے۔ (متی ۱۹/ ۲۸)

(ب) تاکہ تم ...... تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ گھرانوں کی عدالت کرو۔ (لوقا ۲۲/ ۳۰)

(ج) کیا تم نہیں جانتے کہ مقدس لوگ جہان کی عدالت کریں گے۔ پس جب کہ تم کو دنیا کی عدالت کرنی ہے۔ تو کیا تم چھوٹے چھوٹے جھگڑوں کے فیصل کے لائق نہیں ہو۔ کیا تم نہیں جانتے۔ کہ ہم فرشتوں کی عدالت کرینگے۔ (کرنتھیوں ۱ ۶/ ۲-۳) اس کے علاوہ دیکھو فرشتوں کی عدالت پطرس ۲ ۲/ ۴ - یہوداہ ۱/ ۶)

(د) یوحنا عارف کے مکاشفہ میں لکھا ہے کہ "پھر مینے تخت دیکھے اور وے (حواری) ان پر بیٹھے تھے۔ اور عدالت انہیں دی گئی۔ اور ان کی روحوں کو بھی دیکھا .... پس وہ مسیح کے ساتھ ہزار برس تک بادشاہی کرتے رہیں گے"۔ (مکاشفہ ۲۰/ ۴-۶)

(ا) ہم یسوع کے ساتھ حکومت کریں گے۔ (تمط ۲ ۲/ ۱۱ و ۱۲) "وہ جو غالب ہوتا ہے۔ میں اسے قوموں پر اختیار دوں گا۔ اور وہ لوہے کے عصا سے ان پر حکومت کرے گا۔ (مکاشفہ ۲/ ۲۶) جو غالب ہوتا ہے میں اسے اپنے تخت پر بیٹھنے دوں گا۔ چنانچہ میں بھی غالب ہؤا۔ اور اپنے باپ کے ساتھ اس کے تخت پر بیٹھا ہوں۔ (مکاشفہ ۳/ ۲۱ (نیز) ۷/ ۲۲)

بحوالہ متعدد آیات متظاہرہ سے یہ امر ایک دو کی طرح ثابت ہے۔ کہ عدالت کرنے میں جناب یسوع ہرگز منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ اس میں آپ کے حواری

اور دیگر اشخاص بھی شامل ہیں۔ جو کہ آپ کی طرح تخت نشین کئے جائیں گے۔ اور ان کے ذریعہ انسانوں اور فرشتوں کی عدالت کی جائے گی۔ پس جناب یسوع کی تخصیص کافور ہوگئی۔ اور ثابت ہوگیا۔ کہ جس طرح کہ حواریوں کو خداوند بیٹا کے عدالت سونپنے سے (متی $\frac{19}{28}$) خدائی کا رتبہ نہ ملا۔ اسی طرح بیٹا خدائے باپ سے عدالت کا اختیار حاصل کرکے خدائی کے رتبہ کو حاصل نہیں کرسکتا۔ ففهموا وتدبّروا ولا تكونوا من الغافلين۔

الجواب ثانی } اس میں کلام نہیں۔ کہ اناجیل مروّجہ نے جناب یسوع کو آخری عدالت کے لئے مقرر کیا۔ لیکن بروئے اناجیل دراصل حضرت مسیح نہیں بلکہ خدا ہی عدالت کرے گا۔ لیکن حضرت مسیح کے توسّط اور وسیلہ سے۔ چنانچہ اس کی مثال بعینہٖ اسی طرح ہے۔ کہ جیسے کوئی بادشاہ اپنی جگہ کسی قاضی کو مقدمات کے فیصل اور عدالت کے لئے مقرر کردے۔ لیکن اندریں صورت اس قاضی کو بادشاہ یا شہنشاہ کہنا پرلے درجہ کی حماقت کا بدیہی مظاہرہ ہوگا۔ بلکہ اس مقرر کردہ قاضی کی عدالت بادشاہ کی طرف ہی منسوب کی جائے گی۔ پس اسی طرح جب کہ اناجیل میں جا بجا صاف مرقوم ہے۔ کہ تمام عدالت باپ ہی کرے گا۔ لیکن یسوع کے وسیلہ سے۔ تو بایں حالت کسی کو کیا حق پہنچتا ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح کو خدائی کا رتبہ دے دے۔ کیونکہ اندریں صورت حضرت مسیح محتاج ہوئے اختیار عدالت کے۔ (جیساکہ "خدا نے مسیح کو عدالت سونپی" کے الفاظ سے ظاہر ہے) اور جو محتاج ہے اسے خدا کہنا تین ایک اور ایک تین کہنے والوں کے ہی روشن دماغوں کا مظاہرہ ہوسکتا ہے۔ دگرنہ کوئی عقل سلیم رکھنے والا اس خیال فاسد کو اپنے دماغ میں جگہ دینے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوسکتا۔ القصہ اب میں وہ آیات درج کئے دیتا ہوں۔ جن سے کہ صاف ظاہر ہے کہ عدالت تو خدا ہی کرے گا۔ لیکن حضرت مسیح کی معرفت

(ا) کیونکہ خدا نے ایک دن ٹھہرایا ہے۔ جس میں وہ راستی سے دنیا کی عدالت کرے گا۔ اس آدمی کی معرفت جیسے اسنے مقرر کیا۔ (اعمال $\frac{17}{31}$)

(ب) حضرت مسیح خود کہتے ہیں۔ کہ باپ نے ساری عدالت بیٹے کو سونپ دی (یوحنا $\frac{5}{22}$ وغیرہ)

(ج) خدا یسوع مسیح کی معرفت آدمیوں کی پوشیدہ باتوں کا انصاف کریگا۔ (رومیوں $\frac{2}{16}$)

(د) ورنہ خدا کیونکر دنیا کی عدالت کرے گا۔ (رومیوں $\frac{3}{6}$)

(س) پھر جناب یسوع یہودیوں کو مخاطب کرکے کہتے ہیں: "یہ نہ سمجھو کہ میں باپ کے پاس تمہاری شکایت کروں گا۔ تمہاری شکایت تو موسٰے کریگا۔ (یوحنا $\frac{5}{45-47}$) اس کے علاوہ دیکھو مکاشفہ $\frac{3}{5}$) عبرانی $\frac{7}{25}$ رومی $\frac{8}{34}$) یوحنا $\frac{2}{1}$) اگر حضرت مسیح نے بنفس نفیس بغیر وسیلۂ باپ خود ہی عدالت کرنی ہوتی۔ تو یہ کیوں کہا جاتا۔ کہ تمہارے گناہوں کی شکایت حضرت موسٰے خدائے باپ کے آگے کریں گے۔ بجائے اس کے آپ کا تو فرضِ منصبی تھا کہ یہودیوں کو بہانگ دہل متنبّہ کرتے کہ اسے برخوردار تمہاری عدالت تو میں نے ہی کرنی ہے۔ اب میں نے تمہارے افعال شنیعہ کو دیکھ لیا۔ آخر عدالت کے دن میرے بھی قابو تو آؤ ہی گے۔ لیکن نہیں آپ نے ایسا جواب نہ دیا۔ کیونکہ آپ خدا کے نائب ہیں۔ (کرنتھیوں $\frac{15}{28-23}$) اس لئے آپ ایسا نہ کرسکتے تھے۔ بلکہ صاف کہا کہ یہودیوں کے تمام بدافعال کی شکایت براہ راست خدا کے ہی آگے کی جاویگی۔ پس معلوم ہوا کہ اصالتاً تو عدالت باپ کی ہی ہے۔ لیکن بیٹا صرف عدالت ہونے کا ذریعہ ہے

(ش) عدالت کے دن کے متعلق لکھا ہے۔ کہ پھر میں نے دیکھا کہ مُردے کیا چھوٹے کیا بڑے خدا کے حضور کھڑے ہیں۔ اور کتابیں کھولی گئیں۔ (مکاشفہ $\frac{20}{12}$) اس سے بھی ظاہر ہے کہ دنیا کی عدالت تو خدا ہی کرے گا۔

(ص) بیٹا تو آپ سے کچھ نہیں کرسکتا۔ لیکن خدا کو دیکھ کر اور اس کی نقل کرکے (یوحنا $\frac{5}{19}$) پس معلوم ہوا کہ اول عدالت تو باپ ہی کرے گا۔ اور پھر بیٹا باپ کی عدالت دیکھ کر نقلی عدالت کرے گا۔

(ع) اس نے ہمیں حکم دیا کہ لوگوں میں منادی کرو۔ اور گواہی دو۔ کہ یہ وہی ہے۔ جو خدا کی طرف سے مقرر ہوا کہ عدالت کرے۔ (اعمال $\frac{10}{42}$)

(ض) خدا نے بیٹے کو عدالت کرنے کا اختیار دیا ہے۔ (یوحنا $\frac{5}{27}$) پس آپ محتاج ہوئے حصول اختیار عدالت کے۔ اور جو محتاج ہے وہ خدا کیسے۔ اس کے علاوہ دیکھو آیات ذیل۔ (پیدائش $\frac{18}{25}$ و ایوب $\frac{8}{3}$ و $\frac{34}{17}$ و واعظ $\frac{12}{14}$) کرنتھیوں $\frac{4}{5}$ وغیرہ وغیرہ۔

محوّلہ متعدّد آیات واضحہ سے ثابت ہے۔ کہ اصل میں تو عدالت باپ ہی کی ہے جو کہ بیٹے کے وسیلہ کی جائے گی۔ پس اس میں بیٹے کی کوئی خصوصیت ثابت نہ ہوئی۔ کیونکہ بیٹے کو عدالت کا اختیار خدائے باپ نے بخشا۔ (دیکھو یوحنا $\frac{5}{21}$) آپ حصول اختیار عدالت کے محتاج ہوئے اور جو محتاج ہے وہ خدا کیونکر۔ پس پادری صاحب کی پیش کردہ ایت (یوحنا $\frac{5}{29}$) میں تو الوہیت کی زبردست تردید ہے نہ کہ تائید۔

الجواب ثالث۔ پادری صاحب تو حضرت مسیح کے عدالت کرنے کو ان کی الوہیت کی زبردست دلیل گردانتے ہیں۔ لیکن اگر اناجیل میں غور کیا جائے۔ تو ان سے تو صاف ظاہر ہے۔ کہ عدالت کرنا حضرت مسیح کی الوہیت کی دلیل نہیں بلکہ (بروئے اناجیل) ان کی انسانیّت پر دال ہے ÷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چنانچہ اگر پادری صاحب اخفائے حق کی عینک اتار کر یوحنا پانچویں باب کی تیئسویں آیت (جو کہ پادری صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۷ پر عدالت مسیح کے ثبوت میں پیش کی) کے آگے بھی تین سطریں پڑھ کر ان پر غور کرنے کی تکلیف گوارا کرتے۔ تو ان کو یہ غلط فہمی ہرگز پیدا نہ ہوتی۔ اور نہ ہی آنے والی خفت۔ شرمندگی۔ ذلت اور ندامت کا بار گراں انہیں اٹھانا پڑتا۔ وہ آیات اب میں درج کئے دیتا ہوں۔ اور ساتھ ہی ہر ایک اہل بصیرت سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ خداداد بصارت اور عقل کو کام میں لا کر علے وجہ البصیرت کہیں۔ کہ کس طرح پادری صاحب نے ہر ممکن طریق سے حق پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی۔ خیر اب وہ پردہ اٹھتا ہے۔ حق ظاہر ہوتا ہے۔ اور پادری صاحب کی فرسودہ دلیل الوہیت مسیح کی حقیقت سے اہل حق کو مزید آشنا کر کے دلائل متظاہرہ اور براہین قاطعہ کی معمولی گولہ باری سے پادری صاحب کا بنایا ہوا ممنزل قصر الوہیت مسیح دھڑام سے زمین پر گرا کر پیوند زمین کر دیا جاتا ہے۔ پادری صاحب گھبرائیں نہیں۔ ذرا سنبھل کے بیٹھئے ؎

اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

حضرت مسیح علیہ السلام یوحنا ۵/۲۲ (جس کو کہ پادری صاحب نے عدالت مسیح کے ثبوت میں پیش کیا) کے آگے فرماتے ہیں۔ "...... کیونکہ جس طرح باپ آپ میں زندگی رکھتا ہے اسی طرح اس نے بیٹے کو بھی دیا ہے۔ کہ آپ میں زندگی رکھے۔ بلکہ اسے اختیار بخشا ہے۔ کہ وہ عدالت کرے۔ اس لئے کہ وہ ابن آدم ہے (یوحنا ۵/۲۶-۲۷) فارسی انجیل یوحنا ۵/۲۷ میں یوں ہی ...... زیرا کہ پسر انسان است انجیل فارسیہ ۱۸۸۰ء اس لئے کہ بیٹا انسان ہے"

نوٹ۔ یاد رہے کہ اناجیل میں بعض جگہ ابن آدم کا لفظ مسیح موعود کے معنوں میں بھی استعمال کیا گیا۔ چنانچہ پادری صاحب بھی ایک موقعہ پر لکھتے ہیں۔ کہ "واضح رہے کہ ابن انسان مسیح موعود کا خطاب ہے" (دیکھو دانی ایل ۷/۱۳-۱۴) الوہیت مسیح صفحہ ۱۳۔ اب مذکورہ آیات یعنے یوحنا ۵/۲۷ کا ترجمہ یوں ہو گیا۔ بلکہ بیٹے کو اختیار بخشا ہے کہ وہ عدالت کرے۔ کیونکہ وہ مسیح موعود ہے" گویا کہ صاف ظاہر ہے کہ عدالت کرنا جناب یسوع کے مسیح موعود ہونے پر دال ہے نہ کہ بزعم پادری صاحب الوہیت کی دلیل۔ بعینہ اسی طرح احادیث میں بھی آتا ہے کہ مسیح موعود حَکَم اور عدل ہو گا)

پس پادری صاحب پر واجب تھا۔ کہ وہ کم از کم ابن آدم کے لفظ سے اپنے ہی استدلال پر عمل کر کے تسلیم کرتے۔ کہ عدالت جناب یسوع کے ابن آدم یعنی مسیح موعود ہونے کی دلیل ہے نہ کہ انکی الوہیت کی۔ لیکن پادری صاحب نے ایسا ہی نہ کیا۔ بلکہ الٹ یوں گویا ہوئے ہیں۔ کہ عدالت مسیح ان کی الوہیت کی زبردست دلیل ہے جو کہ سراسر باطل اور افترا پر مبنی ہے۔ ہاں اب توضیح طلب امر یہ رہ گیا ہے کہ کیا موعود مسیح نے انسان ہونا تھا یا کہ خدا۔ اس کے لئے جب ہم تورات میں مسیح موعود سے متعلقہ پیشگوئیوں پر غور کرتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیح موعود ایک انسان ہاں فقط ایک بشر نے ہی ہونا تھا۔ (چنانچہ ملاحظہ ہوں آیات ذیل جن میں مسیح کی آمد کی پیشگوئی کے دوران میں ان کو صرف ایک انسان لکھا ہے۔ زبور ۲۲ یسعیاہ باب ۵۳/۱۰) اور پھر یہودی عمائد (جن کے متعلق حضرت مسیح کہتے ہیں۔ "فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ اس لئے جو کچھ وے تمہیں ماننے کے لئے کہیں۔ مانو اور عمل میں لاؤ" (متی ۲۳/۲-۳) کے نزدیک بھی مُبشر مسیح فقط ایک انسان بشر ہی ہونا تھا۔ نہ کہ خدا۔ اور علے ہذا القیاس اناجیل مروجہ میں تو صاف لکھا ہے۔ کہ

"خدا ایک ہے۔ اور خدا اور آدمیوں کے درمیان ایک آدمی درمیانی بھی ہے۔ جو کہ مسیح (موعود) ہے۔ تمطا ۲/۵)

اس آیت نے تو فیصلہ ہی کر دیا۔ کہ مسیح موعود ایک انسان تھا۔ نہ کہ خدا۔ بایں صورت اب یوحنا ۵/۲۷ کا ترجمہ یوں ہو گیا۔ اور اس نے بیٹے کو اختیار بخشا۔ کہ وہ عدالت کرے۔ اسلئے کہ وہ مسیح موعود ہے جو کہ ایک انسان ہے"۔ پس نتیجۃً عدالت کرنا حضرت مسیح کی انسانیت کی دلیل۔ لیکن ہمارے پادری صاحب ہیں کہ اس کو مذکورہ شواہد کے خلاف جناب یسوع کی الوہیت کی زبردست دلیل گردانتے ہیں۔ جو کہ سراسر غلطی ہے۔ (باقی دارد)

ضروری اعلان

اخبار فاروق مجریہ ۷/۱۴ دسمبر میں میرے مضمون "تنقیح بر رسالہ الوہیت مسیح" کی چھٹی قسط شائع ہوئی (۱) اس کے صفحہ ۳ کالم ۲ میں حضرت مسیح کے عدم علم غیب کے ثبوت میں اعمال ۱/۷ کی بجائے متی ۱/۷ کا حوالہ دیدیا گیا۔ ناظرین درست اصلاح کر لیں۔

(۲) علاوہ ازیں صفحہ ۴ کے کالم ۳ میں عیسائیوں کے خداوند یسوع کا کچھ دن دوزخ میں رہنے کا حوالہ غلطی سے درج نہیں کیا گیا۔ اس کا حوالہ ۱ پطرس ۳/۱۸-۱۹ یاد رکھیں۔

(عبد المقادر احمدی از لائل پور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

تناسخ

(۱)

تناسخ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جس کے متعلق دنیا بھر کے حکماء اور فلاسفروں میں عرصہ دراز سے بحث چلی جارہی ہے۔ ہندوستان کے تمام کے تمام فلاسفر اور یونان کے بعض حکماء اسے صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ ہندوستان میں تو اس مسئلہ کا اس قدر زور نظر آرہا ہے کہ یہاں کے بعض مذاہب نے خدا کا تو انکار کر دیا۔ لیکن اس کا انکار نہ کرسکے۔ کوئی فرقہ ہندوؤں کا ایسا نہیں جو اسے نہ مانتا ہو۔ اس ملک سے جتنے مذاہب نکلے۔ سب کے سب اس مسئلہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ الغرض کہ یہ مسئلہ ظاہری طور پر ایسا دلچسپ معلوم دیتا ہے۔ کہ مسلمانوں میں سے بھی بعض اس کے ماننے والے موجود ہیں۔ اور نہ صرف آج کل بلکہ جیسا کہ "حل غامضہ" کا مصنف بیان کرتا ہے حضرت امام غزالی کے زمانہ میں بھی بعض مسلمان اس کو صحیح مانتے تھے۔ اب چونکہ یہ مسئلہ بہت اہم ہے اس لئے ہمیں اس پر بہت سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے تاکہ ہم فیصلہ کرسکیں۔ کہ آیا یہ ماننے کے قابل ہے یا کہ نہیں۔ پیشتر اس کے کہ اس مسئلہ کے متعلق غور کیا جاوے یہ بتلا دینا ضروری ہے۔ کہ پنڈت دیانند صاحب نے اس مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے بہت کوشش کی ہے اور تمام ان نقائص کو دور کرنے کی کوشش کی ہے جو کہ پہلے اس مسئلہ کے بیان کرنے والے اس میں شامل رکھتے تھے۔ اس لئے بہتر ہوگا۔ کہ سوامی دیانند صاحب کے خیالات کو مدنظر رکھ کر اس مسئلہ پر غور کی جاوے۔ اب

جب ہم اس مسئلہ کی صداقت دریافت کرنے کی غرض سے سوامی صاحب کی کتاب "ستیارتھ پرکاش" کی ورق گردانی کرتے ہیں۔ یا ان کے پیروؤں یعنی آریہ حضرات سے اس مسئلہ کے ثبوت میں دلائل مانگتے ہیں۔ تو وہ ہمارے سامنے ذیل کے خیالات پیش کرتے ہیں۔ کہ ہمیں اس دنیا میں بڑے بڑے اختلافات نظر آرہے ہیں۔ کہیں انسان ہیں تو کہیں حیوانات اور نباتات۔ پھر ان میں سے ہر ایک میں اختلاف ہے۔ مثلاً انسانوں میں سے بعض امیر ہیں۔ اور بعض غریب۔ بعض تندرست اور مضبوط ہیں۔ تو بعض اندھے کانے لنگڑے۔ بہرے۔ گونگے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح حیوانات میں سے بھی بعض تو امراء کے پاس ہیں۔ اور اچھی طرح رکھے جاتے ہیں۔ بعض غرباء کے پاس ہیں۔ اور بہت بری حالت میں رکھے جاتے ہیں۔ پھر نباتات میں سے بھی بعض درخت اور پودے امراء کے باغوں میں ہوتے ہیں۔ اور وقت پر انہیں پانی دیا جاتا ہے۔ اور بڑی احتیاط سے ان کی پرورش کی جاتی ہے۔ لیکن جو جنگلوں میں ہوتے ہیں۔ انہیں کوئی پوچھتا بھی نہیں۔

الغرض کہ مخلوق خدا میں بہت بڑے بڑے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ جن کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی۔ سوائے اس کے کہ ہم تسلیم کریں۔ کہ خدا نے جو اختلافات ہم میں رکھے ہیں۔ وہ ہمارے پہلے جنموں کے کرموں کے مطابق رکھے گئے ہیں۔ یعنی کہ اس وقت جتنے انسان موجود ہیں۔ ان کے پہلے بھی جنم تھے۔ اس جنم میں انہوں نے نیک یا بد اعمال کئے تو اس جنم میں ان کے اعمال کے مطابق انہیں پیدا کیا گیا۔ اگر ان کے کرم بہت اچھے تھے۔ تو ان کی مرتبہ انہیں بادشاہ یا راجہ مہاراجہ یا عالم کی جون ملی۔ اگر بہت اچھے نہیں تھے۔ تو معمولی انسان کی حیثیت میں پیدا کیا۔ اور اگر کچھ خراب تھے تو غریب یا مفلس بنایا۔ یا لنگڑا اپاہج پیدا کیا۔ اور اگر اور بھی خراب تھے۔ تو گائے۔ بیل۔ گدھا۔ کتا وغیرہ حیوانات کی شکل میں پیدا کیا۔ یا مختلف کیڑے کوڑوں کی شکل میں بھیجا۔ اور بعض کو ان کے کرموں کے مطابق درختوں کا جنم دیا۔ اور جب یہ اس طرح حیوانات یا درختوں کے قالبوں میں رہ کر اپنے برے اعمال کی سزا بھگت لیتے ہیں۔ تو پھر انسانوں کی جون میں پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور کہ خدا ہمیشہ سے ایسا کر رہا ہے۔ اور ہمیشہ کرتا رہے گا۔ یعنی جیسا کہ خود خدا کی ابتدا نہیں ویسے ہی اس کے اس فعل کی کوئی ابتدا نہیں۔ اور جیسے وہ ہمیشہ تک رہے گا۔ ویسے ہی اس کا یہ فعل ہمیشہ رہے گا۔ اور کہ خدا کی صفت عدل کا تقاضہ ہے۔ کہ وہ ہمیں ہمارے نیک یا بد اعمال کے مطابق اچھے یا برے جنم دے۔ اگر بغیر اعمال یا کرموں کے کسی کو اچھا جنم دے دیا۔ اور کسی کو برا تو وہ عادل نہیں رہتا۔"

پس لب لباب اس تمام کا یہ ہے کہ ہم دنیا میں تفرقہ دیکھتے ہیں۔ اور کسی قسم کا تفرقہ بغیر نیک یا بد اعمال کے ہو نہیں سکتا۔ اس لئے تناسخ ثابت ہے۔

افسوس ہے ہمارے آریہ دوستوں نے تفرقہ کا ایک ہی سبب سمجھا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ نیک یا بد اعمال ہوں۔ تب ہی تفرقہ ہو سکتا ہے ورنہ تفرقہ ممکن نہیں ہے۔ اگر وہ دنیا کے معاملات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی طرف غور کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ تفرقہ بغیر اعمال بھی ممکن ہؤا کرتا ہے۔ مثلاً جنگ کے دنوں میں افیسر لوگ اپنی فوجوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا کرتے ہیں۔ ایک حصہ ایسی فوجوں کا ہوتا ہے۔ جو کہ میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ پر رکھا جاتا ہے۔ ایک حصہ فوج کا ان کے پیچھے رکھا جاتا ہے۔ تا کہ فوری ضرورت کے وقت کام آئے۔ اور ایک حصہ بالکل محفوظ مقام پر رہنے دیا جاتا ہے کہ حسب ضرورت اس میں سے فوج طلب کی جاسکے۔ اب وہ حصہ جو کہ دشمن کے مقابلہ کے لئے میدان جنگ کی اوّل صفوں میں ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ نقصان برداشت کرتا ہے۔ وہ جو پیچھے ہوتا ہے ان اول صف والوں سے بہت ہی کم اور جو گھر میں ہی رہنے دیا جاتا ہے۔ بالکل کسی قسم کا نقصان نہیں اٹھاتا اب ہم دیکھتے ہیں کہ ضرورت سے مجبور ہو کر آفیسر لوگوں کو ایسی تقسیم کرنی پڑتی ہے۔ نہ کہ فوجوں کے نیک یا بداعمال کی وجہ سے۔ اب کیا جن فوجوں کو عین دشمن کے سامنے کھڑا کیا گیا ہے وہ کہہ سکتی ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ بے انصافی کی جارہی ہے۔ کہ ہمیں عین دشمن کے سامنے لڑنے کو کہا جارہا ہے۔ اور وہ فوجیں جو کہ ہمارے پیچھے ہیں۔ یا جو گھر پر ہی رہنے دی گئی ہیں۔ ان کے ساتھ رعایت کی جارہی ہے۔ اور کیا اگر وہ ایسا کہیں تو وہ حق بجانب ہونگی۔ اور افیسر لوگ واقعی بے منصف کہلائیں گے۔ اگر اس قسم کی تقسیم کرنے کے باوجود بھی افیسر لوگ حق بجانب ہیں۔ تو ہم میں سے اگر خدا نے (ایسی ہی کسی مصلحت کے لحاظ سے) کسی کو امیر اور کسی کو غریب بنا دیا۔ یا کسی کو اندھا کانا۔ اور کسی کو تندرست بنا دیا۔ تو کیا وہ بے انصاف کہلا سکتا ہے؟ امید ہے کہ ہمارے آریہ دوست غور فرمائیں گے۔ اس جگہ ممکن ہے کہ بعض آریہ دوست یہ کہدیں کہ فوجوں کی یہ تقسیم بلحاظ ان کی قابلیت کے کی جاتی ہے۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ قابلیت ممکن ہے۔ کہ ایسی تقسیم کی وجہ ہو۔ لیکن کیا وہ فوجیں جو بہت جنگجو یا بہادر یا جنگ کے فن میں ماہر ہیں۔ اس قابل ہیں۔ کہ دشمن کے ہاتھ سے کٹوا دی جاویں۔ یا اگر معمولی فوجیں ہیں۔ تو کیا ان کا ماہر جنگ نہ ہونا ان کی اپنی کوتاہی کی وجہ سے ہے۔ یا کہ اس وجہ سے کہ یہ فوجیں بھرتی ہی جنگ کے موقعہ پر کی گئی تھیں۔ اس لئے بوجہ ناتجربہ کاری وہ جنگ کی قابلیت ایسی نہیں رکھتیں جیسی کہ پرانی فوجیں رکھتی ہیں۔ لہذا اگر کہو کہ چیدہ فوجیں اس قابل ہیں۔ کہ دشمن کے سامنے پہلے رکھی جاویں۔ تو سوال ہوگا۔ کہ کیا ان کی قابلیت جرم ہے۔ کہ وہ دشمن کے ہاتھوں تباہ کروائی جاتی ہیں۔ اگر یہ کہیں کہ معمولی فوجیں آگے رکھنی چاہئیے۔ تو معمولی فوجیں یہ کہیں گی کہ حضور ہمارا اس میں کیا قصور کہ ہم ایسے تجربہ کار نہیں جیسے کہ پرانی فوجوں کے سپاہی ہیں۔ ہمیں کبھی موقع ہی نہیں ملا۔ کہ ہم تجربہ حاصل کر سکتے۔ حضور نے ہمیں ملازم ہی اب کیا ہے۔ غرضیکہ نہ تو قابلیت ہی جرم ہے کہ قابل فوجوں کو دشمن کے سامنے کیا جاوے۔ اور نہ نئی فوجوں کی ناتجربہ کاری ہی جرم کہی جاسکتی ہے۔ اب جرم تو کسی کا بھی ثابت نہیں۔ پھر کیوں بعض فوجوں کو آگ میں جھونکا گیا۔ اور بعض کو نسبتاً محفوظ مقامات پر رکھا گیا۔ اور بعض کو بالکل ہی محفوظ مقامات پر رہنے دیا گیا۔ کیا سوائے ضرورت کی مجبوری کے اور بھی کوئی وجہ ہو سکتی ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو غور کرنا چاہیئے۔ کہ علاوہ نیکی یا بدی کے ضرورت بھی ایک وجہ تفرقہ کی ہؤا کرتی ہے اور اگر ضرورت کے ماتحت تفرقہ رکھا جاوے تو یہ بھی جائز ہے۔ اور اس طور پر تفرقہ رکھنے والے کو بے انصاف نہیں کہہ سکتے۔ اب اگر کوئی مسلمان آریہ حضرات سے یہ کہے کہ خدا نے جو اختلاف کہ آپ پیش کرتے ہیں۔ ضرورت کے لحاظ سے رکھا ہے۔ تا کہ دنیا کے کام چلیں۔ اور تا کہ لوگ قانون قدرت کو سیکھیں۔ اور علوم حاصل کریں۔ تو آریہ دوستوں کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ مثلاً وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ اگر خدا سب کو ایک جیسا بنا دیتا۔ تو ہر ایک یہی چاہتا کہ میں بادشاہ بنوں۔ کوئی وزارت تک کو بھی پسند نہ کرتا۔ اور نہ ہی کسی ادنیٰ عہدے کو قبول کرتا۔ تو اس حالت میں کسان کہاں سے آتے۔ یا لوہار کس طرح بنتے۔ الغرض کہ دنیا میں دائمی فساد پڑا رہتا۔ کیونکہ ہر شخص مدعی بادشاہت ہوتا۔ اسی طرح اگر خدا تکالیف پیدا نہ کرتا۔ تو کوئی بھی سائینس دریافت نہ ہوتی۔ کیونکہ سچ کہا گیا ہے۔ کہ "ضرورت ایجاد کی ماں ہے" اب تکالیف کو دور کرنا سب ضروریات سے بڑی ضرورت ہے۔ اور جتنی ایجادیں کی جاتی ہیں۔ وہ کسی نہ کسی دُکھ یا درد کو دور کرنے کے لئے کی جاتی ہیں۔ اور ان ایجادوں کے نام ہی سائینس ہے غرضیکہ دنیا کے تمام علوم اسی غرض کے لئے حاصل کئے جاتے ہیں تا کہ بنی نوع انسان کے دُکھوں یا دردوں کو کم کیا جاوے۔ اب اگر تکالیف یا دُکھ یا درد نہ ہوتے تو ہمیں علوم حاصل کرنے کا خیال بھی نہ آتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لہذا اس غرض کے لئے کہ انسان علوم حاصل کرے۔ خدا کو مختلف قسم کی بیماریاں اور مختلف قسم کے دُکھ درد پیدا کرنے پڑے۔ اسی طرح انسان کی مدد کے لئے گھوڑا۔ گدھا۔ گائے۔ بیل اور مختلف قسم کے حیوانات پیدا کئے۔ تاکہ انسان ان کی مدد سے اپنے کام چلائے۔ اور سب سے بڑھ کر فضل یہ کیا کہ ادھر تو مختلف قسم کی نعمتیں پیدا کیں۔ بعض اعلیٰ اور بعض ادنےٰ تو ادھر مختلف لوگوں میں مختلف درجاتِ حِس (یعنی محسوس کرنے کی طاقت) کے رکھے۔ تاکہ سب ہی ایک جیسا لطف اُٹھائیں۔

ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک امیر شخص مخمل کی یا دوسرے اعلیٰ قسم کے کپڑوں کی پوشاک پہنکر اتنا ہی خوش ہوتا ہے۔ جتنا کہ ایک غریب معمولی کپڑوں کی پوشاک پہنکر ہوتا ہے۔ اگر ایک امیر کی پوشاک کسی غریب کو دیدی جاوے۔ تو دیکھو وہ کس قدر خوش ہوتا ہے۔ حالانکہ امیر کو وہی کپڑے اتنی خوشی نہیں دیتے جتنی کہ غریب کو ان سے حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ ایک امیر تو اپنے کپڑوں کو پرانے سمجھکر پہننا پسند نہیں کرتا۔ اور کسی غریب کو دیدیتا ہے۔ لیکن غریب شخص انہی پرانے کپڑوں کو پہنکر بیحد خوش ہوتا ہے۔ تو معلوم ہُوا۔ کہ جب ایک ہی چیز سے مختلف شخصوں کو مختلف درجوں میں خوشی حاصل ہوتی ہے۔ تو ضرور اُن کی محسوس کرنے کی طاقتیں بھی مختلف ہونگی۔ کیونکہ اگر ایک جیسی ہی ہوتیں تو ضرور ایک جیسی ہی خوشی حاصل ہوتی۔ مگر ایسا نہیں۔ پس ثابت ہُوا۔ کہ خدا نے مختلف نعمتیں پیدا کر کے لوگوں میں مختلف درجے محسوس کرنے کی طاقتوں کے رکھ کر یہ انتظام فرمایا ہے۔ کہ جیسے کسی کی حسیات ہیں ویسی ہی اس کو نعمتیں بھی عطاء کردیں۔ تاکہ ملحاظ خوشی یا رنج سب یکساں رہیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیں۔ کہ جو نسبت زید کے حصے کی نعمتوں میں اور اس کی حسیات میں ہے۔ وہی نسبت عمر۔ بکر وغیرہ وغیرہ میں سے ہر ایک کے حصے کی نعمتوں اور حسیات میں ہے۔ خواہ ان میں سے ہر ایک کے لئے نعمتیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ لیکن چونکہ اسی حساب سے حسیات بھی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اس لئے جو ایک کے حصہ کی نعمتوں اور حسیات میں نسبت ہے وہی دوسرے کی نعمتوں اور حسیات میں ہے اور وہی سب کے لئے ہے۔ علم حساب کو جاننے والے یوں سمجھیں۔ کہ جب تک کہ نسبت میں فرق نہیں ایک کسر مختلف شمار کنندوں اور مختلف نسب نماؤں سے ظاہر کی جاسکتی ہے۔ مثلاً جو مفہوم $\frac{1}{2}$ کا ہے وہی $\frac{2}{4}$ کا یا $\frac{4}{8}$ یا $\frac{8}{16}$ کا ..... ہے۔ اب اگرچہ $\frac{4}{8}$ میں شمار کنندہ چار ہے۔ اور نسب نما آٹھ اور $\frac{1}{2}$ میں شمار کنندہ ایک ہے۔ اور نسب نما دو۔ تاہم $\frac{4}{8}$ وہی کچھ ہے جو $\frac{1}{2}$ ہے ÷ (باقی دارد)

پیغامی مشن

(مولوی محمد علی صاحب کے عذرات خام متعلق تبدیلئ عقیدہ)

(۱)

مولوی محمد علی صاحب امیر پیغام کے تبدیلئ عقیدہ کے متعلق محترم مکرم حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ نے جو رسالہ شائع کر کے بتایا تھا۔ کہ امیر پیغام آج زمانہ ایڈیٹری ریویو آف ریلیجنز حضرت مسیح موعودؑ کو خدا کا نبی و رسول مانتے اور منواتے رہے ہیں۔ اس لاجواب رسالہ کے جواب میں امیر پیغام نے جو جو رنگ بدلے ہیں۔ اور جو جوابات دیئے ہیں ان پر سیر کن اور مکمل بحث لکھ کر ایک مستقل کتابی صورت میں مخدومی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل نے شائع کردی ہے۔ جو قابل دید ہے۔ اور اہل پیغام کے لئے سُرخ موت کا پیالہ ہے۔ اس رسالہ کو ہر ایک احمدی کو دیکھنا اور پڑھنا ضروری ہے۔ اس کی قیمت نہایت کم صرف ۵ر علاوہ محصولڈاک ہے جو دفتر فاروق سے ملسکتا ہے۔ میں اس رسالہ کے بعض مقام بطور نمونہ فاروق میں شائع کرتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

مولوی محمد علی صاحب نے رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" کا یہ جواب دیا ہے کہ اس رسالہ میں ان کی سابقہ تحریرات کے حوالہ سے جو دعویٰ کیا گیا تھا۔ اس کی طرف اپنے جوابات میں کہیں اشارہ تک بھی نہیں کیا۔ اور ایک فرضی اور بناوٹی سوال یا دعویٰ اپنے دماغ سے گھڑ کر اسے رسالہ مذکورہ کی طرف منسوب کردیا ہے۔ انہوں نے جو دعویٰ رسالہ مذکورہ کی طرف منسوب کیا ہے اور اس کا جواب لکھنے کی تکلیف اٹھائی ہے۔ وہ انہی کے الفاظ میں یہ ہے۔

"اب میں مولوی فاضل صاحب (مرتب رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد") کی کتاب کی طرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متوجہ ہوتا ہوں۔ اور ان حوالوں کا مفصل جواب آئندہ کسی وقت پر ملتوی کر کے سر دست صرف ایک ہی بات اس رسالہ کی تردید کے لئے کافی سمجھتا ہوں ہماری تحریروں میں دکھانا کہ ہم نے کبھی حضرت صاحب کو رسول اور نبی بھی کہا ہے۔ ایک ایسی لغو حرکت ہے۔ کہ جس کا مرتکب یا تو ایک ایسا غبی ہوسکتا ہے۔ کہ جس کو یہ بھی علم نہ ہو کہ فریقین میں متنازعہ امر کیا ہے۔ اور یا پھر ایک حد سے زیادہ چالاک آدمی جو اپنی چالاکی سے لوگوں کو دہوکہ میں رکھنا چاہتا ہے۔ اور تلبیس سے کام لیتا ہے۔ اور حق و باطل کا الگ ہو جانا اس کی اغراض کے منافی ہے۔" ص۸

گویا مولوی محمد علی صاحب کی سابقہ تحریرات مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی بناء پر ہمارا دعویٰ صرف اس قدر ہے کہ انہوں نے کبھی حضرت صاحب کو رسول اور نبی بھی کہا ہے۔"

مولوی محمد علی صاحب نے اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ اس مدعا کو النبوۃ فی الاسلام کے سرورق پر بیان کیا ہے جہاں انہوں نے کتاب مذکور میں اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جواب نہ لکھنے کی یہ وجہ بیان کی ہے۔ کہ اس بحث میں پڑنا تو تو مَیں مَیں کرنا ہے۔ اور اس کتاب کا مدعا ایسی بحثوں سے بالا تر ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب اس کتاب کے سرورق پر رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" کا دعویٰ یا اعتراض ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"اس اعتراض کا جواب کہ میری کسی تحریر میں پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق لفظ نبی کا لکھا گیا ہے مَیں نے کتاب کے اندر اس لئے نہیں دیا۔ کہ میری بحث اصولی ہے۔"

گویا رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" میں ان مولوی صاحب پر اعتراض یہ کیا گیا ہے۔ کہ ان کی سابقہ تحریرات میں سے کسی تحریر میں ان سے لفظ نبی کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق لکھا گیا ہے۔ مگر ان کی حال کی تحریرات میں کہیں یہ لفظ حضور کے متعلق اس طور پر بھی استعمال نہیں کیا گیا۔

غرض بقول مولوی محمد علی صاحب رسالہ مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" میں جو دعویٰ مولوی صاحب کے خلاف کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ریویو آف ریلیجنز کی مندرجہ تحریرات علی العموم تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیر نبی اور محض محدث ہی بتاتی ہیں۔ مگر ان میں کہیں نبی کا لفظ بھی حضورؑ کے لئے انہوں نے لکھ دیا ہے۔ جس کا حسن اتفاق سے ہمیں علم ہو گیا ہے۔ اور یہ کہ اس بات سے ہم بھی انکار نہیں کر سکتے۔ کہ جہاں تک مولوی محمد علی صاحب کے امکان میں تھا انہوں نے اپنی سابقہ تحریرات میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کہیں نبی کا لفظ نہیں آنے دیا۔ مگر کوئی حوالہ ہمیں ان کی سابقہ تحریرات کا ایسا بھی مل گیا ہے۔ کہ جس میں نادانستہ طور پر یہ لفظ حضور کے حق میں ان کے قلم سے نکل گیا ہے۔

یہ ہے وہ خلاصہ جو مولوی محمد علی صاحب نے رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" کی طرف منسوب کر کے بیان کیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کے اس بیان میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی سچائی نہیں ہے۔ بلکہ ان کا یہ بیان سراسر مغالطہ دہی اور خلاف گوئی پر مبنی ہے۔

رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" میں جو دعویٰ ان کی عبارتوں اور تحریروں کے حوالہ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ وہ بالفاظہٖ درج ذیل ہے۔

رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" میں کیا دعویٰ کیا گیا ہے

(۱) (بحوالہ ۱۱۸) مولوی محمد علی صاحب نے نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی بیان کیا ہے بلکہ اس نام کا اطلاق آپ پر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر مساوی طور پر اور ایک ہی معنے میں کر کے یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ نفس نبوت میں حضرت مسیح موعودؑ میں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں کوئی فرق نہیں۔" (ص۵ و ۱۸)

(۲) (بحوالہ ۳) مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ کے نبیوں میں سے ایک نبی بیان کر کے بتایا ہے۔ کہ انبیاء کے متعلق اللہ تعالیٰ کی جو سنت قدیم سے چلی آتی ہے۔ اسی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی نبی ہیں۔ اور انہی انبیاء کے زمرہ میں سے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ قدیم سے مبعوث کرتا آیا ہے۔ اور لفظ نبی جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے۔ اسی طرح آپ پر بھی صادق آتا ہے" (ص۵)

(۳) (بحوالہ ۳) "مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو موعود نبی کے نام سے ذکر کر کے بتایا ہے کہ آپؑ کے متعلق جو پیشگوئیاں قرآن کریم۔ حدیث شریف اور دیگر مذاہب کی کتابوں میں ہیں وہ آپ کو نبی قرار دیتی ہیں۔ اور اس طرح سے بتایا ہے کہ جن معنوں میں قرآن کریم اور حدیث میں نبی کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ انہی معنوں میں آپ بھی نبی ہیں" (ص۵)

(۴) (بحوالہ ۱۲) "مولوی محمد علی صاحب نے قرآن کریم سے ثابت کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

والسلام اسی طرح نبی ہیں۔ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی اور رسول تھے۔" (ص۶)

(۵) (بحوالہ ص۵) "مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو فارسی الاصل نبی بنایا ہے۔ اور اس کے اثبات میں قرآن اور حدیث کو پیش کیا ہے" (ص۶)

(۶) (بحوالہ ص۶) مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی آخر زمان کہا ہے۔" (ص۶)

(۷) (بحوالہ ص۷) مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدس کا ذکر نبی آخر زمان کے نام سے کیا ہے۔" (ص۷)

(۸) (بحوالہ ص۸) "مولوی محمد علی صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں عیسائیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں غیر احمدیوں کا ذکر کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر لفظ مدعی نبوت کا اطلاق کرکے ظاہر کیا ہے۔ کہ جن معنوں میں نبی کا لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے انہی معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی صادق آتا ہے" (ص۷)

(۹) (بحوالہ ص۹) "مولوی محمد علی صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ کہ..... حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں۔ اور انہی معنوں میں نبوت کے مدعی ہیں۔ جن معنوں میں قرآن کریم میں نبی کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس لئے ان کے دعویٰ کی صداقت معلوم کرنے کے لئے انہی معیاروں کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ جو قرآن کریم نے انبیاء کے لئے مقرر فرمائے ہیں" (ص۸)

(۱۰) (بحوالہ ص۱۰) "مولوی محمد علی صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اس قسم کی نبوت نہیں۔ کہ جس قسم کی اس امت کے دیگر اولیاء اور مقربین کی طرف بھی منسوب کی جا سکتی ہے۔ بلکہ آپ انہی معنوں میں نبی ہیں جن معنوں میں دیگر انبیاء علیہم السلام جیسے مسیح ناصری وغیرہ نبی تھے۔ ظاہر ہے کہ خلفاء اربعہ و سبطین رویا صالحہ سے جو نبوت کا چھیالیسواں (۴۶) حصہ ہے۔ مشرف تھے اور بالخصوص ان میں سے حضرت عمرؓ کا نام تو خود حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے محدث ہذہ الامۃ رکھا ہے۔ اور محدث پر جزوی نبی اور ناقص نبی کا لفظ اطلاق پاتا اور صادق آتا ہے۔

سو مولوی محمد علی صاحب نے اس حوالہ میں محدثوں کو انبیاء سے الگ کرکے اور ان کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی طرح کا نبی جیسے حضرت مسیح ناصری وغیرہ نبی تھے۔ بیان کرکے ظاہر کر دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت جزوی یا ناقص نہیں۔ بلکہ پوری یعنی کامل نبوت ہے۔ اور کہ آپ کی نبوت کو ناقص قرار دینا گویا تمام انبیاء علیہم السلام کو ناقص قرار دینا ہے کیونکہ جن معنوں میں پہلے انبیاء کرام نبی تھے۔ انہی معنوں میں آپ بھی نبی ہیں۔ اور جن دلائل سے ان انبیاء کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ ان تمام دلائل سے آپ کی نبوت بھی ثابت شدہ ہے۔ پس آپ کو ناقص یا جزوی نبی کہکر جو حملہ آپ پر کیا جائے گا۔ وہ صرف آپ پر نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کی زد تمام انبیاء پر پڑے گی" (ص۹ و ۱۰)

(۱۱) (بحوالہ ص۱۱) مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدس کو مدعی نبوت بیان کیا ہے" (ص۹)

(۱۲) (بحوالہ ص۱۲) مولوی محمد علی صاحب نے بڑی تصریح کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی طرح نبی ہیں جس طرح پہلے انبیاء علیہم السلام جو قدیم سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ نبی تھے۔ اور آپ نبی ہونے کے لحاظ سے انبیاء و رسل کے زمرہ میں داخل ہیں۔ یہ نہیں کہ پہلے انبیاء تو سچ مچ کے نبی ہوتے تھے۔ لیکن آپ نعوذ باللہ یونہی جھوٹے موٹے اور محض برائے نام نبی ہیں۔ غرض جیسے پہلے نبی تھے۔ ویسے ہی آپ بھی نبی ہیں۔ اور جو پہلے انبیاء کا کام تھا۔ وہی آپؑ کا کام ہے" (ص۱۰)

(۱۳) (بحوالہ ص۱۳) "مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر برگزیدہ رسول کے نام سے کرتے تھے" (ص۱۰)

(۱۴) (بحوالہ ص۱۴) "مولوی صاحب نے نہ صرف برگزیدہ رسول اور سچے مرسل کے لفظوں میں حضرت اقدسؑ کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ آپؑ کی نبوت اور رسالت کے ثبوت میں قرآن کریم کی ایک زبردست دلیل بھی دی ہے" (ص۱۰ و ۱۱)

(۱۵) (بحوالہ ص۱۵) مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدسؑ کو مدعی رسالت اور آپؑ کے دعویٰ کو دعویٰ رسالت بیان کیا ہے" (ص۱۱)

(۱۶) (بحوالہ ص۱۶) "مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدسؑ کو نہ صرف پیغمبر آخر زمان کے نام سے ذکر کیا ہے۔ بلکہ تمام مذاہب عالم کی پیشگوئیوں کو اس امر کا مثبت بیان کیا ہے۔ اور نیز حضرت اقدسؑ کی شان کی عظمت اور آپ کے کام کی عظمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا ہے۔ کہ جس فساد اور ضلالت کے مقابلہ کے لئے آپ مبعوث ہوئے ہیں۔ اس کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں کبھی نہیں گذری۔ اور اس پر بھی تمام مذاہب کی پیشگوئیوں کو شاہد قرار دیا ہے" (ص۱۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۷) (بحوالہ ۱۶۱) "مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدسؑ کو موعود پیغمبر کے نام سے ذکر کیا ہے" (ص۱۲)

(۱۸) (بحوالہ ۱۸/۲۲) "مولوی صاحب نے ان حوالجات میں اس بات پر بھی بہت زور دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ اسی طرح زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں۔ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام داخل ہیں" (ص۱۳)

(۱۹) (بحوالہ ۲۲) "مولوی صاحب نے بتایا ہی کہ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی پہلی بعثت میں نبی تھے۔ ضرور ہے کہ دوسری بعثت میں بھی آپ نبی ہوں۔ جو مسیح موعودؑ کی بعثت ہے۔ اور اگر آپکو آپ کی دوسری بعثت کے لحاظ سے نبی نہ تسلیم کیا جائے یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر ایمان نہ لایا جائے تو یہ نہ صرف مسیح موعودؑ کی نبوت کا انکار ہوگا۔ بلکہ اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا بھی انکار لازم آئیگا۔ اور نیز اس حوالہ میں آپ نے یہہ ظاہر کردیا ہے۔ کہ آیت مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ یَّأْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پہلی بعثت کی بابت پیشگوئی کا ذکر نہیں۔ بلکہ اس میں آپ کی دوسری بعثت کی پیشگوئی کا ذکر ہے یعنی اس کا مصداق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں" (ص۳۳)

(۲۰) مولوی محمد علی صاحب ..... ریویو میں متعدد جگہ ظاہر کر چکے ہیں۔ کہ نفس نبوت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں اور حضرت اقدسؑ میں کوئی فرق نہیں ہے" (ص۳۳)

یہ وہ دعویٰ ہے جو رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" میں مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا حوالہ دے کر پیش کیا گیا ہے۔ مگر مولوی محمد علی صاحب رسالہ مذکورہ کا یہ دعویٰ بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں "نے کبھی حضرت صاحب کو رسول اور نبی بھی کہا ہے" یا یہ کہ ان "کی کسی تحریر میں پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق لفظ نبی کا لکھا گیا ہے" جس سے مولوی صاحب کی اس دیانتداری کا پتہ لگتا ہے۔ جس سے انہوں نے اپنے جواب میں کام لیا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب نے رسالہ مذکورہ میں اسی بات پر کفایت نہیں کی۔ کہ اصل سوال کو چھوڑ کر اور ایک فرضی سوال اپنے پاس سے گھڑ کر اس پر خامہ فرسائی شروع کر دی۔ بلکہ اس فرضی سوال کے اختراع کا الزام ہم پر رکھ کر اسے ہمارا ایک دہوکہ قرار دیا ہے۔ اور یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ گویا ہم نے اصل سوال اور امر متنازعہ فیہ کو چھوڑ کر اور اس کی بجائے ایک اور ہی سوال کو متنازع فیہ قرار دیکر پبلک کو دہوکہ دینا چاہا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

"میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ محض ابلہ فریبی ہے۔ اور عمداً یہ راہ اختیار کی جارہی ہے کہ تا سیدھے سادے لوگوں پر دلائل کا کچھ اثر نہ ہو۔ یا خود ایسا لکھنے والے آپ بھی اس دہوکہ میں ہیں" اسی طرح پر آپ اس میں تحریر فرماتے ہیں۔

"ہماری تحریروں میں یہ دکھانا کہ ہم نے کبھی حضرت صاحب کو رسول اور نبی بھی کہا ہے۔ ایک ایسی لغو حرکت ہے۔ کہ جس کا مرتکب یا تو ایک ایسا غبی ہو سکتا ہے۔ کہ جس کو یہ بھی علم نہ ہو کہ فریقین میں متنازع امر کیا ہے۔ اور یا پھر ایک حد سے زیادہ چالاک آدمی جو اپنی چالاکی سے لوگوں کو دہوکہ میں رکھنا چاہتا ہے۔ اور تلبیس سے کام لیتا ہے۔ اور حق و باطل کا الگ ہو جانا اس کی اغراض کے منافی ہے .....

میں حیران ہوں۔ کہ ہمارا فریق مخالف کیوں حق اور باطل کو جدا نہیں ہونے دیتا۔ مَیں نے تو بار بار لکھا ہے۔ کہ امر متنازع ہم میں اور تم میں یہ نہیں۔ کہ لفظ نبی اور رسول کا حضرت مسیح موعودؑ پر بولا جاسکتا ہے یا نہیں۔ ..... بلکہ جھگڑا تو یہ ہے کہ کن معنوں میں یہ لفظ بولا جاسکتا ہے۔ یا کس قسم کی وہ نبوت ہے جو اس امت میں یا حضرت مسیح موعودؑ کو دی جاسکتی ہے" نیز لکھتے ہیں۔

"آپ اپنے آپ کو یا دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ اگر حق طلبی تمہارے دلوں میں باقی ہے تو اصل امر تنقیح طلب پر جو کچھ کہنا ہے کہو۔ اور اگر باوجود اس صراحت کے تلبیس سے کام لیتے چلے جاؤ گے۔ تو بیشک کچھ لوگ تمہارے دام میں پھنسے رہیں گے۔ جو خود حق و باطل میں تمیز کرنا نہیں جانتے یا جانتے ہیں تو کرنا نہیں چاہتے۔ یا چاہتے تو ہیں۔ مگر بیعت کے رسن میں اپنے آپ کو جکڑا ہوا پاتے ہیں۔ مگر خدا کے نزدیک اس تلبیس کے تم ضرور ذمہ وار قرار دیئے جاؤ گے"

مولوی محمد علی صاحب کی یہ جرأت اور یہ دلیری جو انہوں نے آیت وَمَنْ یَّکْسِبْ خَطِیْئَۃً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ یَرْمِ بِہٖ بَرِیْئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا کا مصداق بن کر دکھائی ہے۔ اور اصل سوال کو چھوڑنے اور اس کی بجائے ایک فرضی سوال اپنے پاس سے گھڑ کر ہماری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طرف سے پیش کرنے کا ارتکاب کرکے اس کا الزام الٹا ہم پر عائد کیا ہے۔ نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ ایسی کارروائی یوں علانیہ طور پر اور علے روس الاشہاد تو ایک ذلیل سے ذلیل اور رذیل سے رذیل طبقہ اور اخلاق کا انسان بھی کرنیکی جرأت نہیں کرسکتا۔ چہ جائیکہ "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" کا پریذیڈنٹ جو "امیر قوم" بھی کہلاتا ہے۔ اس کا مرتکب ہو۔ اور اس میں قطعاً شرم محسوس نہ کرے فیا للعجب :

وصیتیں

نمبر ۴۱۶۴۱ :۔ منکہ رحیم ڈنو خاں ولد اللہ ڈنو خاں قوم مسّن پیشہ زراعت عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن مسّن گوٹھ ڈاک خانہ باڈا تحصیل ڈوکری ضلع لاڑکانہ سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ جولائی ۱۹۳۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد حسب ذیل ہے۔ ½ ۱ گھماؤں زمین جانب مشرقی پر اور مغربی نہر پر ۳ گھماؤں ہے۔ یہ جملہ اراضی گوٹھ مسّن میں ہے۔ میرا گذارہ اس کی پیدائش پر ہے۔ میں تا زیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر بوقت وفات میری جائداد اور بھی اس کے علاوہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر اس عرصہ میں مَیں کوئی رقم بطور قیمت جائداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں گا۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد۔ نشان انگوٹھا رحیم ڈنو خان ولد اللہ ڈنو خان سکنہ گوٹھ مسّن پوسٹ آفس باڈا ضلع لاڑکانہ سندھ۔

گواہ شد۔ اللہ رکھیو خان پسر رحیم ڈنو خان۔ گواہ شد۔ قریشی محمد صالح احمدی مبلغ سندھ۔

نمبر ۴۶۷۵ :۔ منکہ سید محمد اسحاق شاہ ولد سید عنایت علی شاہ قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال قریباً۔ تاریخ بیعت ۱۹۳۱ء ساکن بستی دولت خان ڈاک خانہ خاص تحصیل و ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۶/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں اپنی جدّی جائداد پر تا وقتیکہ میرے والد صاحب زندہ ہیں ابھی قابض نہیں ہوں۔ میری ماہوار آمد جس پر میری اور میرے بال بچہ کا گذارہ ہے۔ مبلغ ۱۵ روپے ہے۔ اس کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو تا زندگی انشاء اللہ ماہ بماہ انجمن مذکور کو ادا کرتا رہوں گا۔

اگر میرے مرنے کے وقت میری کوئی جائداد ثابت ہو تو بصورت جدّی جائداد ساری کی ساری اور بصورت میری ذاتی جائداد اخود پیدا کردہ ہونے کے اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

جدّی جائداد موضع بستی سیداں متصل جلو وال کھنور ڈاک خانہ سولی تحصیل و ضلع ہوشیارپور میں ہے۔ جہاں میرے والد صاحب رہتے ہیں :۔ العبد۔ سید محمد اسحٰق شاہ بقلم خود حال ملازم کیبٹل مقتیٹر لنڈی کوتل : گواہ شد شمس الدین لنڈی کوتل : گواہ شد۔ (ڈاکٹر) ظفر حسن سول ملٹری ہسپتال لنڈی کوتل۔

نمبر ۴۱۱۰ :۔ منکہ منشی محمد سعید اللہ ولد چودھری مہر الدین مرحوم احمدی ساکن کوہلیاں ضلع گورداسپور قوم منہاس حال قادیان حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری آمدنی اس وقت صرف ۱۳/- روپے ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی آمدنی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ہے۔

مَیں اس آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان جنت نشان کرتا ہوں۔ اگر میں کوئی اپنی جائداد پیدا کروں۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ بشرطیکہ اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ یا اس کی قیمت صدر انجمن احمدیہ قادیان کو میں ادا نہ کر چکا ہوں۔ دعا ہے۔ کہ مولا کریم مجھے اس وصیت پر قائم رکھے۔ اور میرا خاتمہ بالخیر ہو۔ اور احمدیت پر میری موت ہو۔ آمین ثم آمین۔

العبد۔ محمد سعید اللہ احمدی ولد چودھری مہر الدین احمدی مرحوم۔ محرر لوکل انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور۔ ۱۹/۱/۳۴ : گواہ شد۔ محمد اشرف قائم مقام جنرل سکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان : گواہ شد۔ میر قاسم علی پریذیڈنٹ لوکل انجمن احمدیہ قادیان دار الامان۔

19 10/33

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام چودھری عطاء اللہ خان مولوی فاضل پرنٹر کے چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)